# التقریظ والانتقاد

## مختصر سیرت قرآنیہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

از

(سعید احمد)

(۳)

ان کے علاوہ قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں اپنے آپ کو کتب سابقہ کے لئے مصدق کہا ہے اور دین کی اصل کے ایک ہونے کا بار بار اعلان کیا ہے اور اہل کتاب کو اپنی اپنی کتابوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے ان سب سے بھی پروفیسر صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

(۱) اسلام صرف وہ نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے بلکہ اسلام تو آنحضرت کی بعثت سے بہت پہلے سے موجود ہے۔ ہر پیغمبر جو بھی آیا اور جس زمانہ میں بھی آیا اسلام کی دعوت ہی لے کر آیا۔ اس بنا پر صحیح یہودیت وہ بھی اسلام ہے اور صحیح مجوسیت اور مسیحیت وہ بھی اسلام ہی ہے۔ یہاں تک کہ ویدوں کی تعلیم کے مطابق عمل کرنا جس کو ہندو مت کہہ سکتے ہیں وہ بھی اسلام ہے۔

(۲) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد آتے آتے یہود۔ نصاریٰ۔ مجوسیوں اور ہندوؤں کی آسمانی کتابیں کچھ فنا ہوگئی تھیں۔ اور جو بچیں ان میں تحریف ہوگئی۔ پروہتوں وغیرہم نے دنیا پرستی کی وجہ سے کتابوں کی اصل تعلیمات کو کچھ سے کچھ کر دیا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن مجید کے نزول کا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ ان تمام مذاہب کی مشترک بنیادی تعلیم یعنی خدا پرستی اور عمل صالح اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیں اور ہر اہل کتاب

کو یہ بتائیں۔ کہ تمہاری کتاب کی اصل تعلیم کیا تھی؟ چنانچہ اگر کوئی یہودی یا عیسائی وغیرہ تحریفات سے الگ کر کے اپنی کتاب پر عمل کرتا ہے۔ یعنی عبادات و معاملات معاشرت و اخلاقیات میں صرف اپنے مذہب کا اتباع کرتا ہے۔ نماز اپنے طریقہ پر پڑھتا ہے۔ روزہ اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق رکھتا ہے۔ نکاح اپنی قومی روایات کے ماتحت کرتا ہے تو پروفیسر صاحب کے نزدیک یہ سب اسلام ہی ہے کچھ اور نہیں!!

تمام علماء کا شروع سے آج تک اس پر اتفاق رہا ہے کہ کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے اور آنحضرتؐ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے جو شریعت و منہاج پیش کیا ہے اسی کو حق سمجھے اور اسی کے مطابق عمل کرے اس کے برخلاف جو شخص آنحضرتؐ پر ایمان ہی نہیں لاتا یا ایمان لاتا ہے یعنی آپ کو پیغمبر مانتا ہے لیکن آپ کی شریعت اور آپ کے بتائے ہوئے منہاج کو ہی ضروری نہیں سمجھتا وہ مسلمان نہیں ہے سوال ہو سکتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو پھر وحدتِ ادیان کا مطلب کیا ہے؟ قرآن مجید کے مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ ہونے کی حقیقت کیا ہے؟ اور قرآن مجید کی متعدد آیات سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی پایا جاتا تھا اور دوسرے پیغمبر جو پیغام لاتے رہے وہ اسلام ہی تھا اس کی کیا توجیہ ہے؟

اس سوال کے جواب میں عام علماء یہ کہتے ہیں کہ بے شبہ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور توراۃ و انجیل اور دوسری الہامی کتابوں کی تعلیمات بھی وہی تھیں جو قرآن کی ہیں لیکن چونکہ یہ تمام کتابیں دستبرد انسانی سے محفوظ نہیں رہی ہیں اور ان میں بہت کچھ تحریف اور مسخ کی حد تک تبدیلی ہو چکی ہے اس بنا پر اب قرآن سے پہلے کی کسی الہامی کتاب پر اس کی اصلی تعلیمات کی روشنی میں عمل ممکن ہی نہیں ہے اور اب نجات کا ذریعہ قرآن مجید پر عمل کرنے کے سوا اور کوئی دوسرا ہے ہی نہیں! تاریخی اعتبار سے یہ جواب درست اور معقول ہے لیکن اس پر

اشکال یہ پیش آتا ہے کہ اگر بالفرض دنیا میں کہیں کسی جگہ پر انجیل کا وہی نسخہ مل جائے جو حضرت عیسٰی پر نازل ہوا تھا۔ اور جس میں سر مو کہیں تحریف نے راہ نہیں پائی ہے تو کیا ایسی صورت میں اس نسخہ کے مطابق عمل کرنا نجات کے لئے کافی ہو گا! اور کیا اس کو اسلام کہا جائے گا! یہاں انجیل کا ذکر محض تمثیلاً کیا گیا ہے ورنہ یہی سوال قرآن مجید کے سوا ہر آسمانی کتاب سے متعلق ہو سکتا ہے "۔ مذکورۂ بالا جواب پر چونکہ یہ اشکال پیش آتا ہے۔ اس بنا پر ہمارے نزدیک یہ جواب کچھ زیادہ باوزن اور اہم نہیں ہے اور نہ یہ اس اسلوب سے ہم آہنگ ہے جو قرآن مجید نے اسلام کو آخری دین اور سب کے لئے ضروری الاتباع دین ثابت کرنے کے لئے اختیار کیا ہے! اس سلسلہ میں امور ذیل تنقیح طلب ہیں۔

(۱) قرآن مجید کے بیان کردہ وحدت ادیان کا کیا مطلب ہے؟

(۲) قرآن مجید کے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

(۳) وحدتِ ادیان کے باوجود ہر پیغمبر کا منسک (طریقۂ عبادت) اور منہاج الگ الگ رہا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بھی ہر قوم کو اس کا اختیار حاصل ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے منسک و منہاج کو چھوڑ کر اپنے پیغمبر یا کسی اور پیغمبر کے منسک و منہاج پر عمل کرے خواہ یہ منسک و منہاج کیسا ہی حق ہو اور قرآن نے اس کی صداقت کو تسلیم کیا ہو، اب ہم ترتیب وار ہر ایک تنقیح پر صرف قرآن مجید کی روشنی میں گفتگو کرتے ہیں۔

**وحدتِ ادیانؔ** قرآن مجید کے اعلان کے مطابق حضرت نوح سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک، جتنے بھی پیغمبر آئے ——— اور وہ ہر زمانہ میں اور ہر ملک اور ہر قوم میں آئے ——— وہ بنیادی طور پر ایک ہی پیغام لے کر آئے

ؔ یہ واضح رہنا چاہیئے کہ ہم نے وحدت ادیان کی ترکیب صرف عام بول چال کے مطابق استعمال کی ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی بھی یہی ترکیب استعمال کرتے ہیں ورنہ ہمارے نزدیک بجائے وحدت ادیان کے زیادہ صحیح لفظ وحدت دین ہے۔

اور وہ یہ تھا کہ خدا کو ایک مانو۔ اسی کی عبادت کرو۔ پیغمبر پر ایمان لاؤ۔ اس پر نازل کی ہوئی کتاب کو منزل من اللہ سمجھو۔ یوم آخرت پر ایمان لاؤ۔ اس دن کی جزا و سزا کا عقیدہ رکھو۔ اعمال صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ اختیار کرو۔ برے کاموں اور ناپسندیدہ اعمال و اخلاق سے بچو۔ یہ وہ تعلیم ہے اور یہی وہ پیغام ہے جس کو لے کر تمام پیغمبر اپنے اپنے زمانہ میں آتے رہے۔ اور چونکہ یہ پیغام ایک ہی تھا اس بنا پر ہر متاخر نبی نے اپنے پیشرو نبی کی اور اس کی کتاب کی تصدیق کی۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ | اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا |
| بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ | ہے جس کی ہدایت نوحؑ کو کی تھی اور جس کی وحی |
| وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ | ہم نے آپ کو کی ہے اور جس کی ہدایت ابراہیمؑ |
| وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا | موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی۔ یعنی یہ کہ دین کو قائم کرو |
| تَتَفَرَّقُوا فِيهِ | اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ |
| يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ | اے کتاب والو آؤ تم اس ایک بات کی طرف جو ہم میں |
| سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ | اور تم میں مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی |
| إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا | کی عبادت نہ کریں گے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ |
| وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن | شریک نہ کریں گے اور ہم میں سے ایک دوسرے |
| دُونِ اللَّهِ | کو خدا کو چھوڑ کر رب نہیں بنائے گا۔ |
| إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ | کوئی شبہ نہیں کہ یہی پیغام اگلے صحیفوں یعنی ابراہیمؑ |
| صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ | و موسیٰؑ کے صحیفوں میں تھا۔ |
| وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ | بے شبہ یہی پیغام پہلے والوں کی کتابوں میں تھا۔ |

**قرآن کا مصدق ہونا** وحدت ادیان کی جو حقیقت اوپر بیان کی گئی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید کے مصدق ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یعنی قرآن کتبِ سابقہ میں سے کسی

کتاب کی۔ گذشتہ پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر کی نہ تکذیب کرتا ہے، نہ تغلیط۔ وہ ان میں کسی کو نہ باطل قرار دیتا ہے اور نہ اس کی تردید کرتا ہے۔ بلکہ صاف لفظوں میں بار بار یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ سب کتابیں منزل من اللہ تھیں اور سب پیغمبر خدا کے بھیجے ہوئے نبی تھے ان کی تعلیمات الٰہی تعلیمات تھیں جنہوں نے ان پر عمل کیا ان کے لئے فوز و فلاح اور نجات و کامرانی ہے اور جنہوں نے اس کو کلاً یا جزءً نہیں مانا ان کے لئے عذاب و ادبار ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جو لوگ دین میں تفریق کرتے ہیں اور پیغمبروں میں خطِ امتیاز کھینچتے ہیں قرآن نہایت شدید لب و لہجہ میں ان کی مذمت کرتا اور ان کو عذاب و غضبِ خداوندی کا مستحق بتاتا ہے۔

منسک و منہاج کا اختلاف لیکن یہ نہ بھولنا چاہیے کہ وحدتِ ادیان اور مصدقیت قرآن کی مذکورہ بالا حقیقت کے باوجود قرآن صاف طور پر یہ بھی بتاتا ہے کہ دین کی روح اور اس کی اصولی تعلیمات کے یکساں ہونے کے ساتھ ساتھ ہر پیغمبر کا منسک اور منہاج الگ الگ رہا ہے مثلاً ہر پیغمبر کا یہ پیغام تو یکساں ہے کہ خدا کی ہی عبادت کرو لیکن عبادت کے طریقوں میں جزئی طور پر اختلاف ہے۔ اعمال صالحہ کرو اور فتنہ و فساد کا انسداد کرو یہ تعلیم سب میں مشترک ہے لیکن زمان و مکان کے اور سوسائٹی کے احوال کے اختلاف کی بناء پر فتنہ و فساد کا انسداد کرنے کے طریقے مختلف ہو سکتے تھے اس بناء پر اس بارہ میں پیغمبروں کی تعلیمات میں اختلاف پایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہی ایک چیز جو ایک پیغمبر کے زمانہ میں حرام ہے وہ دوسرے پیغمبر کے عہد میں حلال ہو جاتی ہے۔ تحریم و تحلیل اشیاء میں متعلقہ قوموں کے مزاج اور ان کے قومی میلان و رجحان کی رعایت کہاں تک کی گئی ہے اس پر قرآن مجید کی یہ آیت روشنی ڈالتی ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ

سب کھانے بنو اسرائیل کے لئے حلال تھے مگر وہ کھانے حلال نہیں تھے جن کو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔

بہر حال وحدت دین کے باوصف ہر پیغمبر کا منہاج اور شرعۃ و منسک جدا جدا رہا ہے اور اس مرحلہ پر قرآن بتاتا ہے کہ کسی زمانہ میں بھی کسی قوم کو یہ آزادی کبھی نہیں دی گئی کہ وہ اپنے پیغمبر کے منہاج کو چھوڑ کر کسی دوسرے پیغمبر کے منہاج پر عمل کرے مثلاً جب تک حضرت عیسیٰؑ نہیں آئے تھے۔ یہودیوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ منہاج و منسک موسوی پر عمل کریں لیکن جب حضرت عیسیٰؑ تشریف لے آئے تو اب منسک و منہاج کے بارہ میں حضرت عیسیٰؑ کا اتباع ضروری ہو گیا۔ اور وہ ہی مدار نجات بن گیا چنانچہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ بنو اسرائیل کو خطاب کر کے فرماتے ہیں

| | |
|---|---|
| وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ | مجھ سے پہلے توراۃ جو آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں میں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ |

غور کیجئے! اس آیت سے کس قدر واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے پیشرو حضرت موسیٰؑ کی کتاب توراۃ کے مصدق ہو کر آئے تھے مگر ساتھ ہی حضرت عیسیٰؑ کی شریعت میں کچھ ایسی چیزیں حلال بھی تھیں جو شریعت موسوی میں حرام تھیں۔ جب تک حضرت عیسیٰؑ نہیں آئے تھے بنو اسرائیل کے لئے شریعت موسوی پر ہی عمل کرنا ضروری تھا لیکن آپ کے آجانے کے بعد اب ان کو شریعت عیسوی پر ہی عمل کرنا ہوگا اور جو چیزیں پہلے حرام تھیں ان کو اب حلال ہی ماننا ہوگا۔ چنانچہ آیت کے ختم پر صاف صاف فرماتے ہیں کہ "تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو"

اپنے پیش رو پیغمبر کی تصدیق اور ساتھ ہی احکام شریعت میں کچھ ترمیم و تنسیخ اور خود

اپنی اطاعت واتباع کی دعوت کا یہ معاملہ جو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان ہے یہی معاملہ تمام پیغمبروں میں ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ جب نوبت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئی تو آپ کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ آپ کتب سابقہ کے اور گذشتہ انبیاء ورسل کے مصدق ہیں مگر ساتھ ہی آپ کی شریعت اور منہاج جزئی اعتبار سے دوسرے پیغمبروں کے منہاج و شریعت سے مختلف ہے اور جب تک آنحضرتؐ کی بعثت نہیں ہوئی تھی دوسرے پیغمبروں کے مناھج پر (بشرطیکہ کسی کا نسخ نہ ہوا ہو) عمل کرنا موجب نجات تھا۔ لیکن آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد اب صرف منہاج و شریعت محمدیؐ پر عمل کرنا ہی موجب نجات ہو سکتا ہے اور اسی کا اتباع واجب ہے چنانچہ قرآن مجید نے اسی حقیقت کو متعدد مواقع پر بڑی خوبی اور صفائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے۔

| | |
|---|---|
| وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا | اور میری رحمت ہر شے کو اپنے دامن میں لئے ہوئے |
| لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ | ہے پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے مقدر |
| وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ | کر دوں گا جو پرہیزگار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان |
| يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي | لوگوں کے لئے جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں |
| يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي | یعنی وہ لوگ جو رسول نبی امی جس کا ذکر وہ خود |
| التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ | اپنے یہاں توراۃ و انجیل میں پاتے ہیں اور جو ان کو |
| بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ | بھلائیوں کا امر کرتا اور بری باتوں سے روکتا ہے اور جو |
| وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ | ان کے لئے پسندیدہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں |
| عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ | کو حرام کرتا ہے اور جو ان کا بوجھ ہلکا کرتا اور ان کی |
| وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ | بیڑیوں کو جن میں وہ بندھے ہوئے تھے توڑتا ہے |
| آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ | اس کی پیروی کرتے ہیں تو ہاں وہی لوگ فلاح یاب |
| وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ | ہوں گے جو اس پیغمبر پر ایمان لائے اس کی تائید کی |

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ اور مدد پہنچائی اور جنہوں نے اس نور کی پیروی کی جو اس پیغمبر کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر۔ یا ایک ہی مقام پر یکے بعد دیگرے پیغمبر آتے تھے لیکن چونکہ ہر پیغمبر کی شریعت خاص اس کے زمانہ کے اور اس کی قوم کے احوال وظروف کے تقاضوں کے مطابق ہوتی تھی اس بنا پر ایک قوم کے لئے ضروری نہ تھا کہ وہ اپنے پیغمبر کی شریعت کو چھوڑ کر دوسری قوم کے پیغمبر کی شریعت پر عمل کرے لیکن آنحضرتؐ کا معاملہ بالکل دوسرا ہے۔ آپ کسی خاص ایک قوم کی طرف نہیں بلکہ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں آپ کی رسالت عام ہے "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ" وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اس لئے اب ہر قوم کے لئے خواہ وہ کسی پیغمبر کی ماننے والی ہو اس کے سوا چارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے یعنی آپ کے منسک ومنہاج پر عمل کرے۔ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہی عبادت کرے اور تمام اخلاقی سماجی اور معاشرتی معاملات میں آپ کے احکام کو بجالائے چنانچہ ارشادِ گرامی ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَاً الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ

اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں اللہ کا تم سب کی طرف رسول ہوں جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے پس تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے اس رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان لاتا ہے اور اس کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

ایک اور آیت میں قرآن مجید کی ان دونوں حیثیتوں کو یعنی ایک طرف یہ کہ وہ کتب سابقہ

کامصدق ہے اور دوسری طرف یہ کہ اب اس کے نزول کے بعد صرف اسی پر عمل کرنا ہوگا ایک ساتھ بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ

اور ہم نے آپ پر سچائی کے ساتھ کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس پر غالب بھی ہے۔

مھیمن کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ کسی کے نزدیک اس سے مراد شاہد ہے اور کسی کے نزدیک اُس کے معنی "حاوی" ہیں حالانکہ ایک سیدھی سی بات ہے مھیمن کے اصل معنی ہیں غالب اور مقتدر جو اپنے سامنے کسی اور کی چلنے نہ دے۔ چنانچہ اس معنی میں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں شامل ہے۔ مذکورۂ بالا آیت میں ہم نے مھیمن کے جو معنی بیان کئے ہیں اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝

بے شبہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو غالب ہے باطل نہ اس کے سامنے سے آتا ہے اور نہ پیچھے سے یہ خدائے حکیم و حمید کی طرف سے اتری ہے

غور کیجئے۔ قرآن کو "مُھَیْمِنْ" اور "عَزِیْز" اسی امر پر متنبہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ ہاں بے شک قرآن کتب سابقہ کا مصدق ہے لیکن اب اسی قرآن پر اور صاحب قرآن کی لائی ہوئی شریعت پر ہی عمل کرنا ضروری ہوگا۔ ع

"نیست ممکن جز بقرآں زیستن"

(باقی آئندہ)

---